واعظ الجمعہ

# مجاہدِ اسلام

# حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی

مدیر

## ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی محمد احتشام قادری

www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: مجاہدِ اسلام علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، مفتی محمد احتشام قادری

عددِ صفحات: ۲۵

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

www.facebook.com/darahlesunnat


: idarakhutbatejuma@gmail.com

:00971559421541

:00923458090612


آن لائن

۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء

# مجاہدِ اسلام علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

مجاہدِ اسلام حضرت علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اہلِ سنّت وجماعت کے عظیم اور مشہور عالمِ دین تھے۔ آپ کا شمار اُن برگزیدہ اور دیدہ وَر ہستیوں میں ہوتا ہے جو صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس دَور میں نعرۂ حق بلند کیا، جب اظہارِ حق کو ناقابلِ مُعافی جُرم گردانا جاتا تھا، اور ایسا کرنا گویا مَوت کو دعوت دینے کے مترادِف تھا۔ حضرت کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اسلام کا دِفاع کیا، دشمنانِ اسلام کے خلاف علمی مُناظرے کیے، انہیں بارہا شکستِ فاش سے دوچار کیا، باطل عقائد ونظریات کی بیخ کنی فرمائی، اور انگریزوں کے خلاف عملی طَور پر جہاد میں حصّہ لیا!۔

## ولادتِ باسعادت

علّامہ رحمت اللہ کیرانوی کی ولادت جُمادَی الاُولیٰ ۱۲۳۳ھ/مارچ ۱۸۱۸ء کو

محلہ دربار کاں، کیرانہ، ضلع مظفر نگر، اُتر پردیش (ہندوستان) میں ہوئی[1]۔

## نام ونسب

علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہیں، آپ کا سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے: شیخ رحمت اللہ کیرانوی بن خلیل الرحمن[2] بن حکیم نجیب اللہ بن حکیم حبیب اللہ بن حکیم عبد الرحیم بن حکیم قطب الدین بن حکیم فضَیل بن حکیم دیوان عبد الرحیم (برادر نواب مقرّب خاں) ابن شیخ الزماں حکیم عبد الکریم بن حکیم حسن بن عبد الصمد بن ابو علی بن محمد یوسف بن عبد القادر ابن شیخِ کبیر حضرت مخدوم جلال الدین عثمانی پانی پتی بن محمد بن محمود بن یعقوب بن عیسیٰ بن اسماعیل بن محمد تقی بن ابو بکر بن علی نقی بن عثمان بن عبد اللہ بن شِہاب الدین بن عبد الرحمن گاذرونی بن عبد العزیز سرخسی بن خالد بن ولید بن عبد العزیز بن عبد الرحمن کبیر مدنی بن عبد اللہ ثانی بن عبد العزیز کبیر بن عبد اللہ کبیر بن عَمرو بن امیر المؤمنین سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہم[3]۔

---

(۱) "ماہنامہ ذکر وفکر" (دہلی) ستمبر-اکتوبر ۱۹۸۸ء، مجاہدِ اعظم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، ص۲۸۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب اوّل، فصل دُوم ۲، ولادت، ص۲۶۔

(۲) علّامہ رحمت اللہ کیرانوی کے والدِ گرامی کا نام بعض کتب میں "خلیل اللہ" اور بعض میں "خلیل الرحمن" مذکور ہے، لیکن صحیح اور دُرست اسمِ گرامی "خلیل الرحمن" ہے؛ کیونکہ علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے بعض علماء کو ردِّ عیسائیت کے سلسلے میں جو اجازت نامے جاری فرمائے، اُن میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے والدِ گرامی کا نام "خلیل الرحمن" تحریر فرمایا ہے۔ [دیکھیے: "آثارِ رحمت" تلامذہ، حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کی مولانا شریف الحق کو ردِّ نصاریٰ کی اجازت، ص۳۹۸]۔

(۳) انظر: "نزهة الخواطر وبهجة المَسامع والنواظر" حرف الراء، مولانا رحمة الله الكيرانوي، ۸/ ۱۶۰. "آثارِ رحمت" سلسلۂ نسب، ص۵۶۔ "مجاہدِ اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی"

=

## خاندانی پسِ منظر اور ہندوستان تشریف آوری

مبلّغ و مجاہدِ اسلام علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے آباء واَجداد میں شیخ عبدالرحمن کبیر مدنی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے مدینہ منوّرہ سے "گاذرون" (شیراز) ہجرت کی، اور اُن کے بعد شیخ عبد الرحمن (ثانی) رحمۃ اللہ تعالیٰ گاذرون سے ہجرت کر کے پہلے غزنی (افغانستان)، اور پھر "پانی پت" (ہندوستان) میں مقیم ہوئے، کبیر الاولیاء حضرت مخدوم جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ جیسے نامور بزرگ انہی کی اَولاد سے ہیں، نیز مخدوم جلال الدین، حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہما کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

شیخ عبد الرحمن گاذرونی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہما کی فوج میں شرعی حاکم رہے، اور سلطان محمود غزنوی کی فوج کے ساتھ "قاضیٔ لشکر" کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے، پانی پت (ہندوستان) کی فتح کے بعد اس علاقہ میں مقیم ہوئے، بعد اَزاں شاہی فرمان کے ذریعے یہ علاقہ شیخ عبدالرحمن گاذرونی کے سپرد ہوا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار شریف بھی پانی پت میں زیرِ قلعہ واقع ہے[1]۔

### اَلقاب

علّامہ کیرانوی بلند پایہ علمی شخصیت تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علمی مقام و مرتبہ کا اعتراف علمائے عرب وعجم سبھی کو ہے۔ آپ کے علمی مقام ومرتبہ اور دینی خدمات کے

---

=

باب اوّل، سلسلۂ نسب، ص۸۴۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب اوّل، فصل اوّل، سلسلۂ نسب، ص۱۹۔

(۱) دیکھیے: "آثارِ رحمت" سلسلۂ نسب، ص۵۷، ۵۸، ملخصاً۔ "مجاہدِ اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی" باب اوّل، شیخ عبدالرحمن گاذرونی، ص۸۵، ملخصاً۔

باعث آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو مختلف اَلقاب سے یاد کیا جاتا ہے، جن میں سے چند اہم اَلقاب یہ ہیں:
(۱) مبلّغِ اسلام (۲) فخر العلماء (۳) شیخ العرب والعجم (۴) مجاہدِ جنگِ آزادی (۵) فاتحِ عیسائیت (۶) حامیٔ اہلِ سنّت (۷) محدّثِ حرم (۸) محسنِ اہلِ حرم (۹) رُکن الحرمین۔

## تعلیم و تربیت

شیخ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ایک دینی اور علمی گھرانے سے تھا، لہذا حضرت کیرانوی کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا سلسلہ گھر سے شروع ہوا، تقریبًا بارہ ۱۲ برس کی عمر میں قرآنِ حکیم، فارسی اور اسلامیات کی کتب گھر کے بزرگوں سے پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے "کیرانہ" سے "دہلی" تشریف لے گئے، اور "مدرسہ محمد حیات" میں داخلہ لیا، اس مدرسہ میں حضرت کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم وفُنون کی کتب پڑھیں[۱]، دورۂ حدیث "مدرسہ رحیمیہ" دہلی میں پڑھا[۲]، بعد اَزاں مزید حُصولِ علم کے شَوق میں دہلی سے لکھنؤ تشریف لے گئے، اور اس تمام عرصہ میں مختلف اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمُّذ طے کیے[۳]۔

## علّامہ کیرانوی نے کبھی "دار العلوم دیوبند" میں نہیں پڑھا

سُعودی حکومت کے ایک مشہور اور اہم قلم کار اور "ورلڈ اسمبلی آف یوتھ" (World Assembly of Youth) کے سیکرٹری جنرل (Secretary General) ڈاکٹر مانع بن حمّاد جُہنی، اپنی کتاب "الموسوعة الميسَّرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المُعاصرة" میں، بنا تحقیق لکھتے ہیں کہ "مَوجودہ صدی

---

(۱) دیکھیے: "اَحسن الاَحادیث فی اِبطال التثلیث" مقدّمہ، تعارُف، ص۱۴، ملخصاً۔
(۲) دیکھیے: "آثارِ رحمت" "تعلیم و تدریس ومُلازمت و تصنیف، ص۱۲۴۔
(۳) دیکھیے: "اِزالۃ الاَوہام" "حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی (حیات وخدمات) حُصولِ تعلیم، ۱/۷۴، ملخصاً۔

کے آغاز میں "دار العلوم دیوبند" کے فارغ التحصیل ایک عالم (علّامہ رحمت اللہ کیرانوی) "نے مکّہ مکرّمہ میں "مدرسہ صَولتیہ" قائم کیا"[1]۔ جبکہ اس اَمر میں ذرّہ برابر سچائی نہیں ہے؛ کیونکہ "دار العلوم دیوبند" قائم ہونے سے آٹھ ۸ سال قبل شیخ العرب والعجم علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوستان سے ہجرت فرما کر مکّہ مکرّمہ جا چکے تھے، اور وہاں اپنا حلقۂ درس قائم فرما کر تشنگانِ علم کی پیاس بجھا رہے تھے۔

ڈاکٹر مانع بن حمّاد جُہنی کی اس بے بنیاد بات کا جواب دیتے ہوئے محققِ اہلِ سنّت محمد بہاء الدین شاہ -دام ظلہ العالی- اپنی کتاب "محدِّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ڈاکٹر مَوصوف نے دو ۲ جلدوں پر مشتمل اپنی اس تصنیف میں، متعدّد مقامات پر بہت سی بے بنیاد باتیں لکھ دی ہیں، مذکورہ بالا عبارت اُن میں سے ایک ہے، جبکہ اس بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ "مدرسہ صَولتیہ" مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا، جن کا "دار العلوم دیوبند" سے کوئی تعلق نہیں تھا، اور یہ مدرسہ مَوجودہ صدی کے بجائے گذشتہ صدی کے آخر میں قائم ہوا، (جس کا پسِ منظر یہ ہے کہ) ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء میں مولانا کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) کے مابین آگرہ (ہندوستان) میں مُناظرہ ہوا، جس کی رُوئیداد عربی، اردو وغیرہ زبانوں میں شائع ہو چکی تھی، اس مُناظرہ میں عیسائی پادری کو شکستِ فاش ہوئی، اور "مُناظرۂ آگرہ" کی وجہ سے انگریز حکمران مولانا کیرانوی پر برہم تھے، اس پر مزید یہ کہ ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء

---

(۱) "الموسوعة الميسَّرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المُعاصرة" الباب ٤، جماعة متأثرة بالصُوفية، ٣٣- الديوبنديّة، الانتشار ومواقع النُفوذ، ١/ ٣٠٢.

کی جنگِ آزادی میں علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، جس پر انگریزوں نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جائیداد ضبط کرکے فوجداری مقدّمہ (Criminal Case) چلانے کا حکم دے دیا، اور آپ کی گرفتاری پر انعام مقرّر کردیا، لہذا حضرت کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوستان سے ہجرت کرکے ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء میں مکّہ مکرّمہ پہنچ چکے تھے"[۱]۔

نیز ڈاکٹر مانع بن حمّاد جُہنی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ "دار العلوم دیوبند" کا قیام ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء کو عمل میں آیا"[۲]، لہذا مذکورہ بالا حقائق کی رَوشنی میں یہ بات مکمل طَور پر واضح ہو جاتی ہے کہ "علّامہ رحمت اللہ کیرانوی "دار العلوم دیوبند" کے قیام سے آٹھ ۸ سال قبل ہندوستان سے ہجرت فرما کر مکّہ مکرّمہ پہنچ چکے تھے، اور اپنے وصال شریف تک پھر کبھی واپس لَوٹ کر نہیں آئے، نیز "دار العلوم دیوبند" کے قیام کے زمانہ میں حضرت کیرانوی کی عمر شریف اُنچاس ۴۹ برس تھی، اس وقت آپ رحمہ اللہ تعالیٰ "مسجدِ حرام" (مکّہ مکرّمہ) میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، اور نہ صرف ہندوستان، بلکہ پورے عالَمِ اسلام میں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم وفضل کا شہرہ تھا، لہذا یہ دعوی کہ "علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دار العلوم دیوبند میں تعلیم پائی" یا "اس کے قیام میں کسی قسم کی مُعاونت کی" یا یہ کہ "اس دار العلوم کے فارغ التحصیل کسی عالم نے "مدرسہ صَولتیہ" کی بنیاد رکھی، سراسر غلط اور بے بنیاد ہے"[۳]۔

---

(۱) "محدِّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" ص۲۸۔

(۲) "الموسوعة الميسَّرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المُعاصرة" الباب ٤، جماعة متأثرة بالصُوفية، ٣٣- الديوبندية، التأسيس وأبرَز الشخصيات، ١/ ٢٩٨.

(۳) "محدِّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" ص۲۸،۲۹، ملخصاً۔

## اساتذۂ کرام

شیخ العرب والعجم علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مختلف اَوقات میں جن اساتذہ سے حُصولِ علم کا شرف پایا، اُن میں سے چند مشہور اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) مولانا خلیل الرحمن (والدِ گرامی) (۲) مولانا محمد حیات (۳) مفتی سعد اللہ مرادآبادی (۴) مولانا عبد الرحمن چشتی (۵) مولانا احمد علی (مظفر نگر) (۶) مولانا امام بخش صہبائی دہلوی (۷) شیخ الحدیث شاہ عبد الغنی (۸) حکیم فیض الحق صاحب[۱]۔

## اَزواج واَولاد

علّامہ کیرانوی کی شادی اپنی خالہ زاد سے ہوئی[۲]، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کوئی اَولادِ نرینہ نہیں تھی، البتہ اللہ تعالی نے آپ کو ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا[۳]۔

## درس وتدریس

تعلیم سے فراغت پانے کے بعد علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کچھ عرصہ تک سرکاری اَملاک وجائیداد کی دیکھ بھال کی ملازمت کرتے رہے، لیکن جب والدِ گرامی کا انتقال ہوا

---

(۱) انظر: "دراسة العقائد النَصرانيّة: منهجيّة ابن تَيمية ورحمة الله الهندي" الفصل ١، المبحث ٢، المطلب ٢، شُيوخه، صـ ١١٧. "آثارِ رحمت" تعلیم وتدریس ومُلازمت وتصنیف، صـ ۱۱۷–۱۲۳، ملتقطاً۔ "ماہنامہ ذکر وفکر" (دہلی) ستمبر–اکتوبر ۱۹۸۸ء، مجاہدِ اَعظم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، صـ ۳۵، ۳۶۔ "مجاہدِ اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی" باب ۲، دوسرے اساتذہ سے استفادہ، صـ ۹۲، ۹۳، ملخصاً۔

(۲) "اِزالۃ الاَوہام" حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوي (حیات وخدمات) خانگی زندگی، ۱/۴۹، ملخصاً۔ "مجاہدِ اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی" باب ۲، تعلیم سے فراغت کے بعد، صـ ۹۴، ملخصاً۔

(۳) دیکھیے: "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب اوّل، فصل چہارُم، اولاد واَحفاد، صـ ۴۳، ملخصاً۔

تو "دہلی" سے واپس اپنے وطن "کیرانہ" (ہندوستان) آکر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، مگر تدریس کا یہ سلسلہ زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا؛ کیونکہ ہندوستان کے حالات ناساز تھے، اور عیسائیت کا فتنہ زوروں پر تھا، لہذا علاّمہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کے بڑھتے ہوئے تسلّط کو روکنے، اور ردِّ عیسائیت کی فکر میں لگ گئے![1]۔

## تصنیفات

علاّمہ رحمت اللہ کیرانوی نے عربی، فارسی اور اردو زبان میں متعدّد کتب تصنیف فرمائیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

(١) إزالة الأوهام (٢) البحث الشريف في إثبات النَّسخ والتحريف (٣) التنبيهات فى إثبات الاحتياج إلى البعثة والحشر (٤) معيار التحقيق (٥) إظهار الحقّ (٦) آداب المريدين[٢] (٧) إزالة الشُكوك (٨) معدّل اعوِجاج الميزان (٩) تقليب المَطاعِن (١٠) رسالة في الحشر (١١) رسالة في وقت صلاة العصر (١٢) رسالة في ترك رفع اليدَين في الصّلاة (١٣) أحسن الأحاديث في إبطال التثليث (١٤) الإعجاز العيسوي (١٥) البُروق اللامِعة[٣].

---

(١) دیکھیے: "احسن الاَحادیث فی اِبطال التثلیث" مقدّمہ، تدریسی زندگی اور تلامذہ، ص١٤، ملخصاً۔ "مجاہدِ اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی" باب ٢، تعلیم سے فراغت کے بعد، ص٩٤، ملخصاً۔

(٢) یہ کتاب بنیادی طَور پر حضرت ضیاء الدین سُہروردی کی تصنیف ہے، جس کا موضوع "علم تصوُّف" ہے، علاّمہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاجی اِمداد اللہ مہاجر مکّی کے اِصرار اور خواہش پر اس کا اردو ترجمہ فرمایا۔ [دیکھیے: "آثارِ رحمت "تصنیف و تالیف، آداب المریدین، ص٣٨٥، ملخصاً۔

(٣) انظر: "سِير وتراجِم بعض علمائنا في القَرن الرابع عشر للهجرة" الشيخ رحمة الله بن خليل العثماني، مؤلَّفاته، صـ١١٢. "دراسة العقائد النَصرانيّة:

=

"آثارِ رحمت" میں ہے کہ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے برِّ صغیر کی تینوں مشہور اسلامی زبانوں: عربی، فارسی، اردو میں تصنیفات کا ذخیرہ چھوڑا ہے، اسلام کے اس عظیم داعی کا یہ جذبہ تھا کہ حق کی اِطلاع ہر شخص کو مل جائے، اُن کی تصنیفات ردِّ عیسائیت پر سَنَد کا درجہ رکھتی ہیں، جن میں سے بعض تو زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں، اور حوادِثِ زمانہ سے ناپید ہو گئیں، اُن میں سے ایک "بُروقِ لامِعہ" ہے، جس کا موضوع ختمِ نبوّتِ محمدی ہے، (اس کتاب میں) سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا مدلَّل اِثبات کیا گیا ہے۔ دوسری کتاب "معدّل اعوِجاج المیزان" ہے، یہ کتاب پادری فنڈر (Pastor Funder) کی کتاب "میزان الحق" کا بالاستقلال جواب ہے، پادری صفدر علی نے مسیحی رسالہ "نورِ افشاں" (جلد ۱۲، شمارہ نمبر ۳۰، مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۸۸۴ء) میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ (اس) کتاب کا کوئی قلمی نسخہ اُن کے پاس ہے۔ تیسری کتاب "تقلیب المَطاعن" ہے، یہ پادری لاسمند کی کتاب "تحقیقِ دینِ حق" کا ردّ و جواب ہے۔ چوتھی کتاب "معیارِ التحقیق" ہے، پادری صفدر علی نے ایک کتاب "تحقیق الایمان" کے نام سے لکھی، یہ اُسی کا مدلَّل و مفصَّل جواب ہے"[1]۔

## ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں کردار

۱۸۵۷ء میں جنگِ آزادی کا آغاز ہوا، تو مجاہدِ اسلام علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے

---

=

منهجيّة ابن تَيمية ورحمة الله الهندي" الفصل الأوّل، المبحث الثاني، المطلب الثاني، مؤلَّفاته، صـ ۱۱۹، ۱۲۰. "آثارِ رحمت" تصنیف و تالیف، ص۳۳۴۔

(۱) دیکھیے: "اَحسن الاَحادیث فی اِبطال التثلیث" مقدّمہ، تصنیفات، ص۲۷۔

مجاہدینِ اسلام کے ساتھ مل کر جنگِ آزادی میں بھرپور حصّہ لیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کیرانہ" (ہندوستان) میں مجاہدین کی تنظیم، تربیت اور قیادت فرمائی، روزانہ نمازِ عصر کے بعد "کیرانہ" کی جامع مسجد کی سیڑھیوں کے پاس نقّارہ کی آواز پر لوگوں کو جمع کیا جاتا، اور یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ "ملک خدا کا، اور حکم مولوی رحمت اللہ کا"[1]۔

حضرت کیرانوی کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے گئے، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قریبی گاؤں میں رُوپوش ہو گئے، جہاں آپ کو "کیرانہ" اور قُرب وجوار کے دیگر علاقوں کے حالات کی اطلاع ملتی رہتی تھی۔

جس گاؤں میں علامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رُوپوش تھے، انگریزی فوج نے اُس گاؤں کا مُحاصرہ کرلیا، اور گاؤں والوں سے کہا کہ "مولانا رحمت اللہ کو ہمارے حوالے کردو، ورنہ تمہارے گاؤں کو جلا کر راکھ کردیں گے" گاؤں والوں نے انکار کیا اور کہا کہ "ہم مولانا کو نہیں جانتے، اور نہ ہی وہ ہمارے گاؤں میں ہیں" انگریزی فوج نے پورے گاؤں کی تلاشی لی، مگر مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا کوئی پتہ نہ چلا۔

جس وقت انگریزی فوج گاؤں کی تلاشی لے رہے تھی، مجاہدِ اسلام حضرت کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس وقت گاؤں سے باہر کھیت میں گھاس کاٹنے میں مشغول ہو گئے، انگریزی فوج تلاش میں ناکامی کے بعد اسی کھیت کی پگڈنڈی سے گزری، علّامہ رحمت اللہ کیرانوی اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میں گھاس کاٹ رہا تھا، اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو کنکریاں اُڑتی تھیں، وہ میرے جسم پر لگ رہی تھیں، اور میں ان کو

---

(۱) دیکھیے: "آثارِ رحمت" جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں شرکت، ص۲۴۶، ملخصاً۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب۵، فصل ۲، عملی سرگرمیاں، ص۲۳۴، ۲۳۵، ملخصاً۔

اپنے پاس سے گزرتا ہوا دیکھ رہا تھا"[1]۔

علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گرفتار نہ ہوئے، تو انگریزی فوج واپس جاتے وقت گاؤں کے چودہ ۱۴ افراد گرفتار کر کے ساتھ لے گئی، علّامہ رحمت اللہ کیرانوی کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے گاؤں کے چوہدری عظیم الدین صاحب سے فرمایا کہ "ان چودہ ۱۴ آدمیوں کو اور اُن کے گھر والوں کو میری وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے، لہذا بہتر ہے کہ میں اپنے آپ کو فوج کے حوالے کر دُوں؛ تاکہ ان لوگوں کی تکلیف اور پریشانی دُور ہو جائے، اور یہ چودہ ۱۴ آدمی رہا ہو جائیں!" چوہدری عظیم الدین صاحب نے عرض کی: "مولوی صاحب! یہ تو صرف چودہ ۱۴ آدمی ہیں، اگر پورا گاؤں بھی گرفتار ہو جائے، اور ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے، تب بھی آپ کو فوج کے حوالے نہیں کریں گے"[2]۔

## حجازِ مقدّس کی طرف ہجرت

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں ناکامی کے بعد مجاہدِ جنگِ آزادی علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے ہندوستان میں قیام بہت مشکل ہو چکا تھا، تحریکِ آزادی کا سرگرم مجاہد ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باغی قرار دے دیا گیا، آپ کی جائیداد ضبط کر کے نیلام کر دی گئی، اور آپ کی گرفتاری کے وارنٹ (Warrant) جاری کر دیے

---

(۱) دیکھیے: "آثارِ رحمت" جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں شرکت، صـ۲۴۷، ۲۴۸، ملخصاً۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب پنجم ۵، فصل دُوم ۲، عملی سرگرمیاں، صـ۲۳۵،۲۳۶، ملخصاً۔

(۲) دیکھیے: "آثارِ رحمت" جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں شرکت، صـ۲۴۷، ۲۴۸، ملخصاً۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب پنجم ۵، فصل دُوم ۲، عملی سرگرمیاں، صـ۲۳۵،۲۳۶، ملخصاً۔

گئے، لہذا مجاہدِ اسلام علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے حالات سازگار نہ ہونے کے باعث حجازِ مقدّس کی طرف ہجرت کا فیصلہ کیا، اور اِیمانی عزم وہمت اور صبر واستقلال کے ساتھ جے پور (Jaipur) اور جودھ پور(Jodhpur) کے ریگستان میں پیدل سفرکرتے ہوئے سُورت کی بندرگاہ (Port of Surat) پہنچے،اور وہاں سے بحری جہاز کے ذریعے حجازِ مقدّس تشریف لے گئے[1]۔

## ایک تاریخی اَلمیہ اور ستم ظریفی

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مجاہدِ اسلام علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بہت بڑے مجاہد تھے،اور جنگِ آزادی میں آپ کی خدمات اور قربانیوں سے کسی طَور پر انکار نہیں کیا جاسکتا،لیکن نہایت افسوس اور ستم ظریقی کی بات یہ ہے،کہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے مجاہد کے طَور پر انہیں جو مقام ملنا چاہیے تھا وہ نہیں دیا گیا!اس بات کا اندازہ اُن کتب کو دیکھ کر خوب لگایا جاسکتا ہے،جو جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے موضوع پر لکھی گئیں،لہذا مَوجودہ دَور کے مؤرّخین اور اہلِ قلم سے گزارش ہے،کہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے اس عظیم مجاہد اور عالمِ اسلام کے بہت بڑے عالم کی دینی وملّی خدمات کو اُجاگر کریں،اور اپنی نسلوں کو ان کے کارِہائے نمایاں سے آگاہ کریں!۔

## "مدرسہ صَولتیہ" کا قیام

شیخ العرب والعجم علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے مکّہ مکرّمہ پہنچ کر اَز سرِ نَو اپنا حلقۂ درس قائم کیا، اور "مدرسہ صَولتیہ" قائم فرما کر دوبارہ درس وتدریس میں مشغول

(۱) دیکھیے: "آثارِ رحمت" جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں شرکت، ص۲۵۰،۲۵۱، ملخصاً۔ "اَحسن الاَحادیث فی ابطال التثلیث" مقدّمہ، تدریسی زندگی اور تلامذہ، ص۱۴،۱۵، ملخصاً۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب۵، فصل۳، ضبطی جائیداد وہجرت، ص۲۳۶، ملخصاً۔

ہو گئے، جہاں دنیا بھر سے تشنگانِ علم نے حضرت علّامہ سے علمی استفادہ کیا، جو بعد میں اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء اور اکابر قرار پائے[1]۔

"مدرسہ صَولتیہ" کا قیام کس طرح عمل میں آیا، اس بارے میں "آثارِ رحمت" میں مذکور ہے کہ "۱۲۹۰ھ میں حجِ بیت اللہ کے لیے کلکتہ سے ایک مخیّر وباہمت اور رحم دل خاتون: صَولت النساء بیگم اپنی صاحبزادی اور داماد کے ساتھ مکّہ مکرّمہ آئیں، اُن کا ارادہ تھا کہ صدقۂ جاریہ کے طَور پر مکّہ مکرّمہ میں ایک سرائے (مسافر خانہ) تعمیر کروائیں، محترمہ صَولت النساء بیگم کے داماد شاہ نوازش حسین صاحب[2] علّامہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے، انہوں نے ایک روز اپنی خوش دامَن (ساس) کے اس ارادے کا ذکر کرکے مشورہ لیا، علّامہ کیرانوی نے فرمایا کہ "مکّہ مکرّمہ میں سرائیں (مسافر خانے) تو بہت ہیں، لیکن یہاں ایک مدرسہ کی بہت ضرورت ہے؛ کیونکہ یہاں کوئی مستقل مدرسہ نہیں ہے" بیگم صَولت النساء کو یہ مشورہ بہت پسند آیا، دوسرے روز حاضرِ خدمت ہوئیں اور مدرسہ کے لیے زمین خریدنے کے بارے میں گفتگو کی، دینِ اسلام کی ایسی عظیم الشان خدمت اُن کا مقدّر تھی، لہٰذا "محلہ خندریسہ" میں زمین خرید کر مدرسہ کی تعمیر شروع کر دی گئی، ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں اس مدرسہ کی تعمیر ہوئی، اور بیگم صَولت النساء صاحبہ کے اسمِ گرامی کی مناسبت سے "مدرسہ صَولتیہ" نام تجویز کیا گیا[3]۔

---

(۱) دیکھیے: "اَحسن الاحادیث فی اِبطال التثلیث" مقدّمہ، تدریسی زندگی اور تلامذہ، ص۱۵، ملخصاً۔

(۲) ان کا اسمِ گرامی علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے اپنے ایک مکتوب میں ذکر فرمایا ہے۔[دیکھیے: "آثارِ رحمت" "مدرسہ صَولتیہ کی ابتدائی حالت، ص۲۹۱]۔

(۳) دیکھیے: "آثارِ رحمت" "مدرسہ صَولتیہ، ص۲۸۶، ۲۸۷، ملخصاً۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی =

## "مدرسہ صَولتیہ" کی منتقلی

نہایت بدقسمتی سے کہنا پڑرہا ہے کہ فاتحِ عیسائیت علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ "مدرسہ صَولتیہ" کو اب اس کی اصل جگہ سے کرائے کی ایک عمارت میں منتقل کردیا گیا ہے۔

## چند مشہور تلامذہ

فخر العلماء حضرت علّامہ شیخ رحمت اللہ کیرانوی ایک جلیل القدر، بلند پایہ عالمِ دین تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے عرب وعجم میں علمی استفادہ کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، سب کا ذکر اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں، البتہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے چند مشہور شاگردوں کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہے:

(۱) مفتیٔ حنفیہ شیخ عبد الرحمن سراج (۲) مفتیٔ حنفیہ وچیف جسٹس شیخ عبداللہ سراج (۳) شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مِرداد (۴) مفتیٔ شافعیہ شیخ محمد سعید بابصَیل (مدرِّس مسجدِ حرام) (۵) شیخ عبد الرحمن دہّان مکّی (مدرِّس مدرسہ صَولتیہ ومسجدِ حرام) (۶) قاضیٔ مکّہ شیخ اسعد دہّان (۷) شیخ سیّد حسین دَحلان (۸) مفتیٔ مالکیہ شیخ محمد عابد حسین مالکی (۹) قاضیٔ مکّہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مِرداد (۱۰) مبلّغِ اسلام شیخ سیّد عبداللہ دَحلان (۱۱) قاضیٔ جدّہ شیخ سیّد محمد حامد احمد جداوی (۱۲) مفتیٔ حنفیہ شیخ محمد صالح کمال حنفی (۱۳) شیخ سیّد احمد ناضرین (خلیفۂ اعلیٰ حضرت) (۱۴) شیخ شریف حسین بن علی (سابق امیرِ مکّہ) (۱۵) شیخ امین محمد مِرداد (نائب قاضی مکّہ مکرّمہ)

---

= ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب ششم ٦، فصل دُوم ٢، مدرسہ صَولتیہ کی تاسیس، وجہ تسمیہ، اور اَغراض ومقاصد، ص۲۴۷، ۲۴۸، ملخصاً۔

(۱۶) شیخ سیّد حسن دَحلان مکّی (مدرّس مسجدِ حرام) (۱۷) شیخ محمد حسین خیّاط (بانی مدرسہ خیریہ، مکّہ مکرّمہ) (۱۸) شیخ عبد الرحمن حسن عجَیمی (۱۹) شیخ عبد اللہ غمری (۲۰) شیخ حسن عبد القادر طیّب (۲۱) شیخ احمد نجّار (۲۲) شیخ محمد سلیمان حسب اللہ (۲۳) شیخ عبد اللہ زواوی، (۲۴) شیخ درویش عجَیمی (۲۵) شیخ بدر الاسلام عثمانی (نگران کتب خانہ حمیدیّہ، قصرِ یلدز، قسطنطینیہ) (۲۶) شیخ القرّاء قاری عبد الرحمن اِلہ آبادی[1] (۲۷) شیخ عبد الحمید حدَیدی (قاضئ مکّہ مکرّمہ) (۲۸) شیخ حسین عبد الغنی (مدرِّس مدرسہ صَولتیہ، مکّہ مکرّمہ) (۲۹) شیخ یحیٰی امان (مدرّس مسجدِ حرام و قاضئ مکّہ مکرّمہ) (۳۰) شیخ محمد نور کتبی (مدرّس مسجدِ حرام) (۳۱) شیخ حسن سعید یمانی (چیف جسٹس ریاست سماٹرا، انڈونیشیا) (۳۲) شیخ سلیمان مراد (قاضئ طائف) (۳۳) شیخ حسن محمد مشّاط (نائب قاضی مکّہ مکرّمہ) (۳۴) سیّد محمد مَرزوقی (مدرِّس مدرسہ صَولتیہ) (۳۵) شیخ عباس عبد الجبار (مدرِّس مسجدِ حرام) (۳۶) شیخ محمد سلیم (ناظم مدرسہ صَولتیہ) (۳۷) شیخ عبد اللہ فدا (نگران کتب خانہ مسجدِ حرام، مکّہ مکرّمہ) (۳۸) شیخ محمد علی یمانی (مدرِّس مسجدِ حرام) (۳۹) شیخ حسن صدیق سندھی (مدرّس مدرسہ صَولتیہ) (۴۰) شیخ محمد علی ملاوی (مدرّس مدرسہ صَولتیہ) (۴۱) شیخ محمد علی بن ترکی (مدرِّس مسجدِ نبوی) (۴۲) شیخ تاج الدین سُبکی (مدرّس مدرسہ اسلامیہ، سماٹرا، انڈونیشیا) (۴۳) شیخ عباس قطّان (سابق چیئرمین مکّہ مکرّمہ) (۴۴) شیخ سلیمان جنیدی

---

(۱) انظر: "سِیر وتراجم بعض علمائنا في القَرن الرابع عشر للهجرة" الشيخ رحمة الله بن خليل العثماني، صـ۱۱۰، ۱۱۱. "محدِّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" صـ۳۰۔ "آثارِ رحمت" حرم شریف میں مولانا کے تلامذہ، صـ۲۶۵- ۲۶۷۔

(مجلسِ علمی، انڈونیشیا) (۴۵) شیخ عبدالسمیع بیدل رامپوری[1]۔

## مُعاصِرین

علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مُعاصرین میں بہت بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور شخصیات ہیں، جن میں سے اکثر کو آپ سے شرفِ تلمذ بھی حاصل ہے، اور "چند مشہور تلامذہ" کے تحت اُن میں سے اکثر کے اسمائے گرامی گزر چکے ہیں، البتہ اُن کے علاوہ مشہور اور اہم مُعاصِرین میں بعض کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) شیخ سیّد احمد بن زَینی دَحلان مکّی (مفتیِٔ شافعیہ) (۲) حاجی اِمداد اللہ مہاجر مکّی (۳) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا (۴) حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۵) ڈاکٹر محمد وزیر خاں[2]۔

## حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی سے عقیدت و محبت

علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، فاتحِ قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے، اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت کیرانوی نے قبلہ پیر مہر علی شاہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی، لیکن فاتحِ قادیانیت حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم و فضل اور عمر کا لحاظ فرماتے ہوئے، بیعت لینے سے عذر فرمایا، البتہ اَوراد و وظائف ضرور تلقین فرمادیے۔

---

(۱) دیکھیے: "آثارِ رحمت" تلامذہ، ص۳۸۷- ۳۹۲، ملتقطاً۔ "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب اوّل، فصل دُوم ۲، ہندوستان میں تدریس، ص۳۰۔

(۲) "مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی علمی ودینی خدمات کا تحقیقی جائزہ" باب ۱، فصل ۴، مُعاصرین، ص۴۵۔

علّامہ کیرانوی کے ایک شاگرد قاری عبد اللہ اِلہ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مولانا (رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ) کے وصال شریف کے وقت میں حاضرِ خدمت تھا، وہ اپنی بیماری کے دَوران فرماتے تھے کہ "گولڑہ جانے کو جی چاہتا ہے" اور وصال شریف سے تھوڑی دیر قبل فرمایا کہ "میری آنکھوں کے سامنے پیر (مہر علی شاہ چشتی) صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا سبز رُومال پھر رہا ہے"۔ مستری حبیب اللہ لاہوری اور حضرت پیر مہر علی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شاگرد محترم، جناب قاضِی فیض عالَم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی اُس وقت حضرت کیرانوی کی خدمت میں مَوجود تھے، اور ان باتوں کی تصدیق کرتے تھے[1]۔

## علّامہ رحمت اللہ کیرانوی کا مسلک

علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تعلق مسلکِ اہلِ سنّت و جماعت سے ہے، اور حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے انتہائی گہری عقیدت و محبت، رُوحانی تعلق اور بیعت ہونے کی خواہش، اس بات پر رَوشن دلیل ہے، صرف یہی نہیں بلکہ ایک بار "مدرسہ صَولتیہ" (مکّہ مکرّمہ) میں قیام کے دَوران، علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے "مسئلہ حاضر و ناظر" کے بارے میں استفسار کیا، اور اس بارے میں آپ کا مسلک دریافت کیا، حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں جائز سمجھتا ہوں" اور اس کے بعد آپ نے اپنے مَوقف کی تائید میں دلائل ارشاد فرمائے، قبلہ پیر مہر علی شاہ کی مدلّل گفتگو سن کر علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ گرویدہ اور

---

(۱) "مہرِ منیر" باب چہارُم ۴، زمانۂ جذب و سیاحت، مولانا رحمت اللہ کے حضرت (گولڑوی) کے متعلق تاثرات، ص۱۲۰۔

قائل ہوگئے، اور فرمایا کہ "یہ تو علمِ لدُنّی ہے، ہم سالہاسال سے "بخاری شریف" کی یہ حدیث شریف: «مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟»[1] "تم اس شخص (حضور نبیٔ کریم ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟" پڑھا رہے ہیں، لیکن اُن مَعانی کی طرف کبھی دھیان ہی نہیں گیا، جو آپ نے اِستنباط فرمائے!"[2]۔

علّامہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ و مسلک خود اُن کی اپنی تحریروں سے بھی واضح ہے، حضرت علّامہ عبد السمیع بیدل رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "تصحیحِ عقائدِ اہلِ سنّت کا حصہ میں نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکّی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لیا، آپ میرے اساتذہ میں اوّل استاذ ہیں"[3]۔

نیز جب علمائے دیوبند (مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی) نے مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت کے خلاف فتوی جاری کیا، تو حضرت علّامہ عبد السمیع بیدل رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس فتوی کی تردید میں کتاب "انوارِ ساطعہ دَر بیانِ مَولود وفاتحہ" تحریر فرمائی، اور اُس پر ہندوستان کے چوبیس ۲۴ اکابر علمائے اہلِ سنّت نے تقریظات تحریر فرمائیں، جن میں سے ایک تقریظ رُکنِ حرمین[4] علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الجنّة وصفة ...إلخ، باب عرض مقعد الميّت ...إلخ، ر: ۲۸۷۰، الجزء ۸، صـ۱٦۱.

(۲) دیکھیے: "مہرِ منیر" باب ۴، زمانۂ جذب وسیاحت، مولانا حاجی رحمت اللہ سے ملاقات، ص۱۱۹۔

(۳) دیکھیے: "محدِّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" ص۲۹۔

(۴) علّامہ رحمت اللہ کیرانوی کو "رُکنِ حرمین" کا خطاب سلطنتِ عثمانیہ کے سلطان عبد الحمید نے دیا، اور آپ کی خدمت میں "نشانِ مجیدی" کے ایوارڈ (Award) سے بھی نوازا۔ [دیکھیے: "محدِّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" ص۲۷]۔

ہے[1]، جس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالی کے مقدّس حرم کے مفتیانِ اسلام نے اس سلسلہ میں جو فتاوی صادر فرمائے ہیں، وہ یقیناً حق اور دُرست ہیں"[2]۔

## علّامہ رحمت اللہ کیرانوی سے سلطان عبدالحمید کی عقیدت

سلطان عبدالحمید حضرت کیرانوی رحمۃ اللہ علیہما سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے، اور آپ کے علم و فضل کے اس قدر معترِف تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے، ایک بار سلطان عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا، تو رُکنِ حرَمین علّامہ رحمت اللہ کیرانوی نے فرمایا کہ "عزیز واَقارب کو چھوڑ کر، ترکِ وطن کر کے، اللہ کی پناہ میں اُس کے دَر پر پڑا ہوں، وہی لاج رکھنے والا ہے، آخری وقت میں امیر المؤمنین (حاکمِ وقت) کے دَروازے پر مَروں، تو قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گا!"[3]۔

## علّامہ کیرانوی کی دینی خدمات اور ردِّ عیسائیت

فاتحِ عیسائیت علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دَور میں انگریزوں نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے، ہندوستان کے طُول وعرض میں مشن اسکول (Mission Schools)، مشن اسپتال (Mission Hospital)، اور مشن فنڈ (Mission Fund) قائم کر رکھے تھے، اور اس مقصد کی غرض سے خاص طَور پر برطانوی پادریوں کو ہندوستان لایا گیا تھا، جو اردو زبان میں اپنا گمراہ کُن مواد (Misleading Literature) اور کتابیں شائع کر کے ہندوستان کے مسلم حلقوں میں تقسیم کر رہے تھے، جس کی وجہ سے کمزور اِیمان کے حامل مسلمانوں کی

---

(۱) دیکھیے: "محدّث بریلوی امام احمد رضا اور علمائے مکّہ مکرّمہ" ص۲۹۔
(۲) دیکھیے: "انوارِ ساطعہ دَر بیانِ مولود و فاتحہ" علمائے عرب کے تازہ فتاوی، ص۴۹٦۔
(۳) دیکھیے: "آثارِ رحمت" قسطنطینیہ کا تیسرا سفر، ص۳۰۷۔

بے چینی میں اِضافہ ہو رہا تھا، اور اُن میں سے بعض تو گمراہی کے گہرے دَلدَل میں گر کر اپنی دنیا وآخرت خراب کر چکے تھے! علاّمہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی دُور اندیشی سے اس ایمان سوز خطرے کو بَروقت بھانپا، اور اس بات کا خوب اندازہ لگا لیا، کہ اگر اس فتنہ کی سرکوبی نہ کی گئی، تو سارا ہندوستان اس کی زَد میں آجائے گا!۔

پادری سی. جی فنڈر (Pastor CG Funder) کی قیادت میں عیسائیوں کی مشنری سرگرمیاں (Missionary Activities) روز بروز بڑھتی جارہی تھیں، جبکہ مسلمانانِ ہند مسلسل تشویش و بے چینی میں تھے، لہذا ہندوستان بھر کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے رُکنِ حرمین علاّمہ کیرانوی نے اپنے مشن کا آغاز کیا، اور ردِّ عیسائیت پر "اِزالۃ الاَوہام" کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی۔

## پادری فنڈر (Funder) کو مُناظرے کا چیلنج

عیسائی پادریوں کی گمراہ کُن سرگرمیاں جب حد سے بڑھیں، تو علاّمہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پادری سی. جی فنڈر (Pastor CG Funder) کو مُناظرے کا چیلنج دے دیا، اور اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں نے ہندوستان کے سب سے بڑے پادری جو علمائے مسیحین میں ممتاز حیثیت کا مالک، اور "میزان الحق" کا مصنِّف ہے، اس سے خواہش ظاہر کی کہ وہ میرے ساتھ مجمعِ عام میں مُناظرہ کرے؛ تاکہ حق واضح ہو جائے، اور یہ معلوم ہو جائے کہ علمائے اسلام نے (عیسائی پادریوں کی طرف سے شائع کیے گئے) ان رسائل کی تردید سے گریز اس لیے نہیں کیا تھا کہ وہ عاجز تھے، بلکہ وہ جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے"[1]۔

---

(۱) دیکھیے: "اِزالۃ الشکوک" حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ایک معمار مجاہد، ہندوستان میں عثمانیوں کی آمد، ۱/۵۹، ۶۰۔

مُناظرے کی تاریخ اور وقت طے کرنے کے لیے علاّمہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے شفیق دوست مولوی محمد امیر اللہ کے ہمراہ بنفسِ نفیس، پادری سی.جی فنڈر (Pastor CG Funder) کے گھر تشریف لے گئے، لیکن پادری فنڈر کی عدم موجودگی کے باعث ملاقات نہ ہوسکی، پھر باہمی خط وکتابت کے ذریعے ۱۱ رجب ۱۲۷۰ھ/ ۱۰ اپریل ۱۸۵۴ء بروز پیر مُناظرے کی تاریخ اور دن مقرّر ہوگیا۔

مُناظرہ شروع ہونے سے قبل پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) کھڑا ہوا، اور کہنے لگا کہ "یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ مُناظرہ کیوں منعقد ہوا، یہ مولانا رحمت اللہ کی سعی وکوشش اور خواہش کا نتیجہ ہے، اس سے فائدہ کی کوئی صورت میرے نزدیک نظر نہیں آتی، اور میری تمنّا یہ ہے کہ دینِ عیسوی کی حقیقت مسلمانوں کے سامنے رکھوں، مُباحَثہ کا عنوان: نَسخ، تحریف، اُلوہیت، حیاتِ مسیح، تثلیث اور رسالتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طے ہوئے ہیں"(۱)۔

## تحریفِ انجیل سے متعلق خود عیسائی پادری کا اِعتراف

اس کے بعد مولانا کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کھڑے ہوئے اور نسخ وتحریفِ انجیل پر فاضلانہ بَحث کی، اور خود عیسائیوں کی کتابوں سے نَسخ وتحریف کو ثابت کردیا، اور خود پادری سی.جی فنڈر (Pastor CG Funder) نے بھی سات آٹھ مقامات پر تحریف کا اقرار کیا، اور پادری فنڈر کے اس اعتراف پر مُناظرہ دوسرے دن کے لیے ملتوی ہوگیا۔

دوسرے روز دوبارہ مُناظرہ شروع ہوا، اور اِنجیل میں تحریف پر بَحث جاری رہی،

---

(۱) "ماہنامہ ذکر وفکر" (دہلی) ستمبر-اکتوبر ۱۹۸۸ء، مجاہدِ اعظم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، ہندوستان میں عثمانیوں کی آمد، ص۳۸- ۴۰، ملخصاً۔

اس دَوران پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) کے ساتھی مُناظِر پادری فرنچ (Pastor French) بار بار تُرش رَوِی کا مُظاہرہ کرتے رہے، اور آخر میں یہ نشست اختتامِ بَحث کے بغیر ہی ختم ہوگئی۔

## پادری فنڈر (Pastor Funder) کا مُناظرے سے فرار

تیسرے روز پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) مُناظرے کے لیے حاضر نہ ہوا، لیکن اپنی خِفت و شرمندگی مٹانے کے لیے فاتحِ عیسائیت علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ خط لکھا کہ "آپ نے مُناظرہ میں جو عبارتیں پیش کی تھیں، میں نے ان پر اعتماد کر لیا تھا، لیکن بعد میں جب اصل عبارات کو دیکھا تو مطلب کچھ اَور نکلا، لہذا میں وہ تمام عبارتیں بھیج رہا ہوں، علّامہ کیرانوی نے پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) کے خط میں پُوچھے گئے تمام سوالوں کا جواب دیا، اور یہ خط وکتابت کافی دنوں تک جاری رہی۔

مُناظرہ میں بُری طرح شکست کھانے کے ایک عرصہ بعد، پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) نے ڈاکٹر وزیر خاں سے اس سلسلہ میں دوبارہ بَحث کا آغاز کرنا چاہا، تو ڈاکٹر صاحب نے اسے لکھا کہ "پہلے آپ مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب کی باتوں کا جواب دیجیے، اس کے بعد اگر مُباحَثہ کرنا ضروری ہے، تو اپنی کتبِ دِینیہ سے ہاتھ دھو کر، اور ان کو مُوافق اِصطلاح اہلِ اسلام کے، منسوخ و مُحرَّف مان کر تثلیث کے میدان میں قدم رکھیے، جب یہ مسئلہ طے ہو جائے گا تو حضرت خاتم المرسَلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کے عنوان پر گفتگو کی جائے گی"[1]۔

---

(۱) ایضاً، ص۴۰، ملخصاً۔

## سلطنتِ عثمانیہ کی دعوت پر قسطنطنیہ کا دَورہ

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد شیخ العرب والعجم علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہجرت فرماکر مکّہ مکرّمہ چلے گئے، اور پادری سی جی فنڈر واپس یورپ (Europe) چلا گیا، پھر اُسے لندن (London) کے چرچ مشن (Church Mission) نے قسطنطنیہ (ترکی) میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے مقرّر کیا، پادری سی جی فنڈر نے قسطنطنیہ (مَوجودہ ترکی) پہنچ کر وہاں کے مسلمانوں کو یہ تاثُر دیا، کہ ہندوستان کے علمائے اسلام لاجواب ہوچکے ہیں، وہاں عیسائیت کو فتح اور اسلام کو شکست ہوئی ہے، اور وہاں کے مسلمان تیزی سے عیسائیت قبول کر رہے ہیں، یہ باتیں سلطنتِ عثمانیہ کے سلطان عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ تک پہنچیں، توانہوں نے اپنے (گورنر) امیرِ مکّہ شریف عبداللہ پاشا کو حکم بھیجا، کہ اس سال ہندوستان سے جو علمائے کرام حج کے لیے آئیں، ان سے آگرہ میں پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) اور علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مابین مُناظرہ کی تفصیلات معلوم کرکے روانہ کریں!۔

امیرِ مکّہ شریف عبداللہ پاشا نے اس بات کا ذکر مفتیٔ شافعیہ شیخ سیّد احمد زَینی دَحلان مکّی سے کیا، توانہوں نے فرمایا کہ علّامہ رحمت اللہ کیرانوی بنفسِ نفیس یہاں مَوجود ہیں، امیرِ مکّہ شریف عبد اللہ پاشا نے علّامہ کیرانوی سے ملاقات کے بعد سلطان عبدالعزیز کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا، پھر سلطان عبدالعزیز نے شاہی مہمان کی حیثیت سے حضرت کیرانوی کو قسطنطنیہ (مَوجودہ ترکی) آنے کی دعوت دی۔

## پادری فنڈر (Pastor Funder) کا قسطنطنیہ سے فرار

پادری سی جی فنڈر (Pastor CG Funder) کو جیسے ہی فاتحِ عیسائیت علّامہ کیرانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قسطنطنیہ (مَوجودہ ترکی) میں مَوجودگی کی اطلاع ملی، فوراً وہاں

سے بھی فرار ہو گیا، سلطان عبد العزیز اس چیز سے بہت متاثر ہوا، اور اُس نے علّامہ کیرانوی کی بڑی قدر و منزلت کی، خلعتِ فاخرہ اور "نشانِ مجیدی" سے نوازا، اور "رُکنِ حَرمین" کا خطاب عطا کیا[1]۔

اس موقع پر سلطان عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک جامع کتاب تحریر کرنے کی فرمائش کی، لہذا علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے میں پادری سی.جی فنڈر (Pastor CG Funder) کی کتاب "میزان الحق" کے ردّ میں "اظہار الحق" تصنیف فرمائی، جس کے بعد دنیائے عیسائیت میں بھی "میزان الحق" کی اہمیت اور اعتبار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا![2]۔

## وصال شریف

فخر العلماء علّامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال شریف ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ/یکم مئی ۱۸۹۱ء کو ہوا، مکّہ مکرّمہ کے مشہور قبرستان "جنّت المعلیٰ" میں اُم المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جوار (پڑوس) میں دفن کیے گئے، آپ کے قریب ہی حاجی اِمداد اللہ مہاجر مکّی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی مدفون ہیں[3]۔

---

(۱) دیکھیے: "اِزالۃ الشکوک" حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ایک معمار مجاہد، رحمت اللہ بیت اللہ میں، ۱/۶۹، ۷۰، ملخصاً۔

(۲) "ماہنامہ ذکر و فکر" (دہلی) ستمبر-اکتوبر ۱۹۸۸ء، پادری سی.جی فنڈر، ص۹۰، ملخصاً۔

(۳) دیکھیے: "اِزالۃ الاَوہام" حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی (حیات و خدمات) وفات حسرتِ آیات، ۱/۷۱۔ "ماہنامہ ذکر و فکر" (دہلی) ستمبر-اکتوبر ۱۹۸۸ء، مجاہدِ اعظم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، وفات حسرت آیات، ص۲۶، ملخصاً۔

## دعا

اے اللہ! ہمیں علماء ومشایخ اور بزرگانِ دین کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، علّامہ رحمت اللہ کیرانوی کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، محراب ومنبر کے ساتھ ساتھ جہاد میں عملی طَور پر حصّہ لینے کا جذبہ اور سوچ عطا فرما، اور علّامہ کیرانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرما، اور مجاہدِ اسلام کے علم وعرفان اور فُیوض وبرکات سے ہمیں اور جمیع اُمّت کو فیضیاب فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.